ہمارے کردار سے اسلام کی بجائے کفریہ رویوں کی آبیاری تو نہیں ہو رہی؟ کیا ہمارا مقصد بھی محض دنیا سنوارنے تک ہی محدود تو نہیں ہوگیا؟ اسلام میں دنیا کو سنوارنے کی اجازت موجود ہے، لیکن ایک مسلمان کا مقصدِ زندگی اور نظریۂ حیات ایک کافر سے سراسر مختلف ہے، اور یہ چیزیں مسلم فرد و معاشرہ کے فکر و نظر میں ہی رہنے کی بجائے عملی رویوں، رجحانات اور پالیسیوں میں بھی نظر آنی چاہئیں۔ وما علینا إلا البلاغ

اِس مضمون کا خلاصہ حسبِ ذیل نکات میں ملاحظہ فرمائیے:

① وحی سے حاصل ہونے والے علوم، سائنس و مشاہدہ کے علوم پر بالاتر اور افضل ہیں۔

② محض دنیا کمانا اور سنوارنا، ایک قابل مذمت امر ہے، لیکن دین کے ساتھ ساتھ دنیا کو سنوارنے کی کوشش جائز ہے۔

③ حواس و مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم قابل اعتبار ہے۔

④ اسلام میں سائنسی تعلیم کا نہ صرف جواز بلکہ ترغیب موجود ہے۔

⑤ بعض صورتوں میں یہ ترغیب، وجوب کے دائرے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔

⑥ فی زمانہ مسلمان اس وقت ہی دیگر اَقوام پر غالب ہو سکتے ہیں جب وہ دینی علوم کے ساتھ سائنسی علوم میں بھی مہارت حاصل کریں۔

⑦ دینی و دنیوی علوم کے بارے میں اسلام کا رویہ، دین و دنیا کے بارے میں اسلام کے پیش کردہ عقیدہ کے مماثل ہے۔ (ڈاکٹر حافظ حسن مدنی)

خریدارانِ 'محدث' توجہ فرمائیں!!

خریدارانِ 'محدث' کو مدتِ خریداری ختم ہونے کی اِطلاع بذریعہ پوسٹ کارڈ دی جاتی تھی اَب قارئین کی آسانی کے لیے محدث کے لفافہ پر چسپاں ایڈریس میں بھی زرِ سالانہ ختم ہونے کی اطلاع دی جاتی ہے۔ لہٰذا جن حضرات کو مدتِ خریداری ختم ہونے کی اطلاع دی گئی ہے۔ از راہِ کرم اوّلین فرصت میں زرِتعاون بھیج کر تجدید کروائیں۔ شکریہ

منجانب: محمد اصغر، منیجر ماہنامہ 'محدث' لاہور فون: 0305-4600861

اَحکام ومسائل — کامران طاہر

رمضان المبارک؛ فضائل، اَحکام ومسائل

فرضیت روزہ

رمضان کا مہینہ مسلمانوں پر عطیۂ خداوندی ہے۔اس کے تمام تر اَحکامات اور حدود و قیود شارع کی حکمت ِبالغہ کی آئینہ دار اور یقیناً اس کے پیدا کردہ بندوں کے حق میں بہتر ہیں، تبھی تو ربّ العالمین نے اس پر مہینے کے روزوں کو اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ فرمانِ ربانی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرہ:۱۸۴)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے اُمتوں پر تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

گویا یہ صرف اُمت ِمحمدیہ پر ہی نہیں بلکہ دوسری اُمتوں پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض تھا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾ (البقرہ:۱۸۵)

''تم میں سے جو شخص اس مہینے میں موجود ہو، وہ اس کے روزے رکھے۔''

سیدنا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اللہ کے ایک ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔'' (صحیح بخاری:۸)

فضیلت ِرمضان وصائم

رمضان کا مہینہ ان بابرکت اَوقات پر مشتمل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تمام تر برکات کا نزول ہوتا ہے اور بندہ اس مہینہ کے اَحکامات پر عمل کرکے اپنے خالق سے ان رحمتوں کو حاصل کرسکتا ہے۔ اس مہینہ کی فضیلت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں قرآن نازل فرمایا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى

وَالْفُرْقَانِ﴾ (البقرہ:۱۸۵)
''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کی اور (حق وباطل کے درمیان) فرق کرنے کی نشانیاں ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أتاكم رمضان شهر مبارك فرض الله عزوجل عليكم صيامه تفتح فيه أبواب الجنة وغُلِّقت أبواب الجحيم وسُلسلت الشياطين»

''تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آ پہنچا اور وہ بابرکت مہینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس کے روزے فرض فرمائے ہیں، اس مہینے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔'' (سنن نسائی:۲۱۰۶)

دوسری حدیث میں ہے:

«إذا دخل رمضان فُتحت أبوابُ الجنة وغلّقت أبواب جهنم وسُلْسلتُ الشياطين» (صحیح بخاری:۳۲۷۷)

''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة و رمضان إلى رمضان مكفرات ما بينهن إذا اجتنب الكبائر» (صحیح مسلم:۲۳۳)

''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔''

سیدنا ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن لله تبارك وتعالىٰ عتقاء في كل يوم وليلة يعني في رمضان وإن لكل مسلم في كل يوم وليلة دعوة مستجابة» (الترغیب والترھیب:۱۰۰۲)

''بے شک اللہ تعالیٰ (رمضان میں) ہر دن اور ہر رات بہت سے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور ہر دن اور ہر رات ہر مسلمان کی ایک دعا قبول کی جاتی ہے۔''

سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک انصاری خاتون کو فرمایا:

«فإذا جاء رمضان فاعتمري فإن عمرة فيه تعدل حجة» (صحیح مسلم:۱۲۵۶)
''جب رمضان کا مہینہ آجائے تو تم اس میں عمرہ کرلینا، کیونکہ اس میں عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔''

فرمانِ خداوندی ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِينَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِينَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِينَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِينَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِينَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِينَ اللهَ كَثِيرًا وَّالذّٰكِرٰتِ أَعَدَّ اللهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب:۳۵)

''بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مؤمن مرد اور عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور عورتیں، اور عاجزی کرنے والے مرد اور عورتیں، خیرات دینے والے مرد اور عورتیں، روزہ رکھنے والے مرد اور عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی نگہبانی رکھنے والے مرد اور عورتیں اور یاد کرنے والے اللہ کو بہت زیادہ اور یاد کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«قال الله عزّ وجل كل عمل ابن آدم يُضاعف الحَسنة بعشر أمثالها إلى سبع مائة ضعف إلا الصوم، فإنه لي وأنا أجزي به يدع شهوته وطعامه من أجلي» (صحیح مسلم:۱۱۵۱)

''اللہ عزوجل فرماتے ہیں: ابن آدم کا ہر (نیک) عمل کئی گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے، ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر حتیٰ کہ سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: سوائے روزے کے جو صرف میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، کیونکہ وہ میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنے کھانے کو چھوڑتا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«للصائم فرحتان يفرحهما، إذا أفطر فرح وإذا لقي ربه فرح بصومه»

''روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطاری کے وقت اور دوسری جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا تو روزہ کا ثواب دیکھ کر۔'' (صحیح بخاری:۱۹۰۴)

سیدنا سہل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن في الجنة بابًا يقال له الرَّيان يدخل منه الصائمون يوم القيامة لا يدخل منه أحد غيرهم يقال: أين الصائمون فيقومون لا يدخل منه أحد غيرهم فإذا دخلوا أغلق فلم يدخل منه أحد» (صحیح بخاری:۱۸۹۶)

''بے شک جنت میں ایک دروازہ ہے جسے الرَّیان کہا جاتا ہے۔اس سے قیامت کے دن صرف روزے دار ہی داخل ہوں گے اور ان کے علاوہ کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوگا اور پکار کر کہا جائے گا: کہاں ہیں روزے دار؟ تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور اس کے علاوہ اور کوئی اس سے جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جب وہ سب کے سب جنت میں چلے جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

« والذی نفس محمد! بیده لخلوف فم الصائم أطیب عند الله من ریح المسك» (صحیح بخاری:۱۹۰۴)

''اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ اچھی ہے۔''

اِستطاعت کے باوجود روزہ نہ رکھنے والا ملعون ہے!

سیدنا کعب بن عجرہؓ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے منبر کے قریب آ جاؤ ہم لوگ چلے آئے۔آپ ﷺ جب منبر کی پہلی سیڑھی چڑھے تو فرمایا: آمین، دوسری پر چڑھے تو فرمایا: آمین، تیسری پر چڑھے تو فرمایا: آمین، جب آپ ﷺ منبر سے اُترے تو ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آج آپ ﷺ سے خلافِ معمول آمین سنی ہے، پہلے کبھی اس طرح نہیں سنا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا:

«إنَّ جبریل علیه الصلاة والسلام عرض لي فقال بُعدًا لمن أدرك رمضان فلم یغفرله قلت: «آمین» فلما رقیت الثانیة قال:بعدًا لمن ذکرت عنده فلم یصل علیك قلت: «آمین»، فلما رقیت الثالثة قال بُعدًا لمن أدرك أبواه الکبر عنده أو أحدهما فلم یدخلا الجنة قلت:«آمین»

(مستدرک حاکم:۱۵۴/۴)

''بے شک (جب میں پہلی سیڑھی چڑھا) تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس آکر بددعا کرنے لگے: وہ شخص رحمتِ الٰہی سے دور ہوجائے جو رمضان کا مہینہ پالے پھر اس کی بخشش نہ ہو۔ میں نے کہا: آمین! جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے کہا: وہ شخص رحمتِ الٰہی سے دور ہو جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا: آمین اور جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے پھر بددعا کی کہ وہ شخص رحمتِ الٰہی سے دور ہو جس کے سامنے اس کے ماں اور باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپا پہنچا اور اُنہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا تو میں نے کہا: آمین۔''

روزہ کے مسائل واَحکام

چاند دیکھنا

رمضان کا مہینہ جب شروع ہو تو روزوں کی ابتدا کی جائے اور اُمت کے لیے شارع نے یہ ضابطہ دیا ہے کہ جب ماہِ رمضان کا چاند نظر آجائے، تب روزے رکھنا شروع کیا جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«لا تصوموا حتی تروا الهلال ولا تفطروا حتی تروه» (صحیح بخاری:۱۹۰۶)

''اس وقت تک روزہ کا آغاز نہ کرو جب تک چاند نہ دیکھ لو اور نہ ہی روزے ختم کرو جب تک (شوال کا) چاند نظر نہ آجائے۔''

چاند نظر نہ آنے کی صورت میں

اگر مطلع ابر آلود ہو جس کی وجہ سے چاند دیکھنے میں رکاوٹ آرہی ہو تو اِن حالات میں اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ شعبان کے تیس دن پورے کرلیے جائیں اور یکم رمضان سے روزہ شروع کردیا جائے۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صوموا لرؤيته وأفطروا لرؤيته فإن غبی علیکم فأكملوا عدة شعبان ثلاثين» (صحیح بخاری:۱۹۰۹)

''(ماہِ رمضان) کا چاند دیکھ کر روزے شروع کرو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر اسے ختم کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے مہینے کے تیس دن پورے کرلو۔''

مطلع ابر آلود ہونے کے باعث چاند نہ دیکھنے کی وجہ سے رمضان کے شروع یا اختتام کے

تعین میں شک پڑ جاتا ہے، لہٰذا اس تردد کی کیفیت میں شارع نے شک کا روزہ رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔ سیدنا عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من صام اليوم الذي يشك فيه فقد عصٰى أبا القاسم» (سنن ترمذی:٦٨٦)

''جس نے شک کے دن کا روزہ رکھا، اس نے ابوالقاسم (محمد ﷺ) کی نافرمانی کی۔''

چاند دیکھنے کی گواہی

چاند دیکھنے میں دو گواہیاں ضروری ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن زیدؓ کہتے ہیں، مجھے صحابہ کرامؓ نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

« وإن شهد شاهدان مسلمان فصوموا وأفطروا له»

(سنن نسائی:۲۱۱۶، مسند احمد:۳۲۱/۴)

لیکن چاند دیکھنے کی ایک گواہی سے روزہ رکھنا بھی ثابت ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:
سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے رمضان کا چاند دیکھنا شروع کیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی کہ میں نے چاند دیکھ لیا ہے تو (میری اطلاع پر) آپ ﷺ نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (سنن ابوداود:۲۳۴۲)

فرض روزہ کے لیے نیت کرنا ضروری ہے

روزہ چونکہ ایک عبادت ہے تو ہر عبادت کے لیے خلوصِ نیت ضروری ہے، آپؐ نے فرمایا:
«إنما الأعمال بالنيات» (صحیح بخاری:۱) ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔''

فرض روزہ رکھنے کے لیے روزہ کی نیت کا پہلے ہونا ضروری ہے۔ حضرت حفصہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من لم يجمع الصيام قبل الفجر فلا صيام له» (سنن ابوداود:۲۴۵۴)

''جس نے فجر سے پہلے روزے کی نیت نہ کی، اس کا روزہ نہیں ہے۔''

فجر کے بعد روزہ کی نیت کرنا

البتہ نفل روزہ میں نیت فجر کے بعد بھی کی جاسکتی ہے جیسا کہ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ ''ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے کہا: نہیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: «فإني إذن صائم» تب میں روزہ دار ہوں، پھر

آپ ﷺ ایک دوسرے دن ہمارے پاس آئے تو ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمیں حلوہ ہدیہ دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «أرينه فلقد أصبحت صائمًا» فأكل مجھے بھی حلوہ دکھاؤ، بے شک میں نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے، پس آپ ﷺ نے حلوہ کھالیا۔'' (صحیح مسلم:۱۱۵۴)

نوٹ: روزہ کی نیت کے لیے وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ کے مروّج الفاظ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔

سحری کھانا

اللہ تعالیٰ نے سحری کے کھانے میں برکت رکھی ہے۔ سیدنا انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «تسحّروا فإنَّ في السحور بركة» (صحیح بخاری:۱۹۲۳)
''سحری کھاؤ، کیونکہ اس کے کھانے میں برکت ہے۔''

سحری کا وقت

رات کے آخری حصہ میں فجر کی اذان تک سحری کا وقت ہے، لیکن صحابہؓ کا عمل تھا کہ وہ سحری کو آخر وقت کھاتے تھے۔

سیدنا سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سحری کھاتا پھر جلدی جلدی آتا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ لوں۔ (صحیح بخاری:۱۹۲۰)

اسی طرح حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ سحری کرتے پھر آپ ﷺ نماز کی طرف چلے جاتے۔

سیدنا انسؓ کہتے ہیں: ''میں نے پوچھا اذان اور سحری کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ تو اُنہوں نے کہا: جتنے وقت میں پچاس آیات تلاوت کرلی جائیں۔'' (صحیح بخاری:۱۹۲۱)

غسل واجب ہونے کی صورت میں سحری کرنا

اگر غسل واجب ہو اور سحری کا وقت کم ہو تو وضو کر کے سحری کھائی جاسکتی ہے۔ سیدنا ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے، کہتے ہیں: میں اور میرے والد عائشہؓ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپؓ نے فرمایا: میں گواہی دیتی ہوں، رسول اللہ ﷺ احتلام کے سبب سے نہیں بلکہ جماع کے

سبب سے حالتِ جنابت میں صبح کرتے اور (غسل کیے بغیر) روزہ رکھتے۔ پھر ہم اُمّ سلمہ کے پاس آئے تو اُنہوں نے بھی یہی بات کی۔ (صحیح بخاری:۱۹۳۱،۱۹۳۲)

صائم اِن قباحتوں سے دور رہے!

* آپ ﷺ نے فرمایا:

«من لم يَدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة أن يدَع طعامه وشرابه»

''جو شخص جھوٹی بات اور اس پر عمل کونہیں چھوڑتا تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ کھانا پینا چھوڑ دے۔'' (صحیح بخاری:۱۹۰۳)

* سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن الصيام ليس من الأكل والشرب فقط إنما الصيام من اللغو والرفث فإن سابك أحد أو جهل عليك فقل: إني صائم» (ابن حبان:۳۴۷۰)

''روزہ صرف کھانا پینا چھوڑنے کا نام نہیں بلکہ روزے کی حالت میں بے ہودگی اور بے حیائی کو چھوڑنا بھی روزے میں شامل ہے۔ پس اگر تمہیں کوئی شخص گالی دے یا بدتمیزی کرے تو تم کہو: میں تو روزے کی حالت میں ہوں، میں تو روزے کی حالت میں ہوں۔''

نواقضِ روزہ

① **جان بوجھ کر کھانا پینا:** روزہ چونکہ ایک خاص وقت تک نہ کھانے پینے کا دورانیہ ہوتا ہے لہٰذا ان کے نواقض میں یہ بھی شامل ہے کہ اگر قصداً کوئی چیز کھا یا پی لی جائے تو اس سے روزہ باطل ہوجائے گا۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«والذي نفسي بيده لخَلوف فم الصائم أطيب عند الله من ريح المسك يترك طعامه وشرابه وشهوته من أجلي» (صحیح بخاری:۱۸۹۴)

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیونکہ) روزہ دار میرے لیے اپنا کھانا پینا اور خواہشِ نفس ترک کرتا ہے۔''

اس سے پتہ چلا کہ روزہ دار طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کھانا پینا بند کردے گا۔

② **جماع کرنا:** اگر کوئی شخص حالتِ روزہ میں اپنی بیوی سے قصداً جماع کر بیٹھتا ہے تو اس

کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا اسے کفارہ بھی دینا پڑے گا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ

''ہم اللہ کے رسول ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ہلاک ہوگیا، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ میں حالتِ روزہ میں اپنی بیوی سے جماع کر بیٹھا ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم ایک غلام آزاد کرنے کی استطاعت رکھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم دو ماہ مسلسل روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تم اتنی استطاعت رکھتے ہو کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکو؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ خاموش ہوگئے۔ اسی اثنا میں آپ ﷺ کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ سوال کرنے والا کہاں ہے؟ سائل نے کہا: میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے اس سے کہا کہ یہ کھجوریں لو اور جاکر انہیں صدقہ کردو۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ! بھلا اپنے سے زیادہ کسی فقیر پر صدقہ کروں۔ یہاں دو پہاڑوں کے درمیان تو کوئی گھرانہ ایسا نہیں جو میرے گھرانے سے زیادہ محتاج ہو۔ نبی اکرم ﷺ اس بات پر اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں اور آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ یہ کھجوریں اپنے گھر والوں کو کھلادو۔'' (صحیح بخاری:۱۹۳۶)

③ <u>حیض ونفاس:</u> روزہ کی حالت میں عورت کو حیض یا نفاس کا خون آجائے تو روزہ باطل ہوجائے گا۔ آپ ﷺ نے اس حالت میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ سیدنا ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ

''ایک مرتبہ عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر کے موقع پر اللہ کے رسول ﷺ عورتوں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: «أليس إذا حاضت لم تصل ولم تصم» قلن: بلی (صحیح بخاری:۳۰۴)

''کیا ایسا نہیں کہ عورت ماہواری کے ایام میں نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ عورتوں نے کہا: ہاں ایسا ہی ہے۔''

<u>نوٹ:</u> حالتِ حیض میں عورت کے لیے نمازیں معاف ہیں جبکہ روزوں کی قضا دے گی۔

سیدہ عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ کیا حائضہ عورت نماز اور روزے کی قضا کرے گی؟ تو اُنہوں نے فرمایا: ہمیں روزوں کی قضا کرنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ (صحیح مسلم:۳۳۵)

④ **قصداً قے کرنا:** قصداً قے کرنے سے روزہ باطل ہوجاتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من ذرعه قيء وهو صائم فليس عليه قضاء وإن استقاء فليقض» (ابوداؤد:۲۳۸۰)

''جسے حالتِ روزہ میں خود بخود قے آجائے، اس پر قضا نہیں (کیونکہ اس کا روزہ درست رہا) اور اگر کوئی قصداً قے کرے تو وہ روزے کی قضا دے (کیونکہ اس کا روزہ باطل ہوچکا)''

جن اُمور سے روزہ نہیں ٹوٹتا

✵ **بھول کر کھانا پینا:** حالتِ روزہ میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا نسي فأكل وشرب فليتم صومه فإنما أطعمه الله وسقاه» (صحیح بخاری:۱۹۳۳)

✵ **بے اختیار قے آنا:** اگر قے خود بخود آجائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«من ذرعه القيء وهو صائم فليس عليه قضاء» (سنن ابوداؤد:۲۳۸۰)

''جسے حالتِ روزہ میں (خود بخود) قے آجائے، وہ روزہ دار ہی ہے اس پر قضا نہیں۔''

✵ **بغیر جماع کے اِنزال واحتلام ہونا:** اگر روزہ دار کو نیند میں احتلام ہوجائے یا کسی بیماری کی وجہ سے اِنزال ہوجائے چونکہ یہ اس کے اختیار میں نہیں لہٰذا اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور احتلام روزہ کے مفاسد میں سے نہیں ہے۔

✵ **بیوی کا بوسہ لینا:** اگر روزہ دار بیوی کا بوسہ لے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں:

"إن كان رسول الله ﷺ ليقبّل بعض أزواجه وهو صائم" (صحیح بخاری:۱۹۲۸)

''رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں اپنی کسی بیوی کو بوسہ دے دیتے تھے۔''

اسی طرح حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی بیوی کا بوسہ روزہ کی حالت میں لیا تو میں نے گھبرا کر نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں آج بہت عجیب کام کر بیٹھا ہوں۔ میں روزہ کی حالت میں بوسہ لے چکا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا خیال اگر تو روزہ کی حالت میں کلی کرے

تو...... (سنن ابوداؤد:۲۳۸۵) گویا آپ ﷺ نے اسے برا نہ جانا۔

* غیر ارادی طور پر کسی چیز کا حلق سے اُترنا: غیر ارادی طور پر اگر روزہ کی حالت میں مکھی، مچھر یا کوئی چیز حلق سے اُتر جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: "إن دخل حلقه الذباب فلا شيء عليه"

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب الصائم إذا أكل أو شرب ناسيًا)

''اگر روزہ دار کے منہ میں مکھی داخل ہوجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔''

روزہ میں جائز اُمور

* مسواک کرنا: سیدنا عامر بن ربیعہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں:

میں نے حضور ﷺ کو روزے کی حالت میں بے شمار مرتبہ مسواک کرتے دیکھا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب مسواك الرطب اليابس للصائم)

نوٹ: روزہ دار کو چاہیے کہ جب وہ نماز کے لیے وضو کرے تو کلی اور ناک میں پانی ڈالتے وقت مبالغہ نہ کرے تاکہ پانی حلق میں نہ اُتر جائے۔ سیدنا لقیط بن صبرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وضو کے بارے میں مجھے کچھ بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا: وضو اچھی طرح سے کرو، انگلیوں کے درمیان خلال کرو اور ناک میں اچھی طرح پانی ڈالو، لیکن اگر روزہ ہو تو پھر (مبالغہ) نہ کرو۔ (سنن ترمذی:۷۸۸)

* ہنڈیا کا ذائقہ چکھنا: ہنڈیا پکانے والا اس کی نمک مرچ چکھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ معدہ میں نہ جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

"لا بأس أن يتطعّم القِدر أو الشيء (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم) ''روزہ دار ہنڈیا یا کسی دوسری چیز کا ذائقہ چکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔''

* ٹوتھ پیسٹ، منجن کا استعمال: روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ اور منجن کا استعمال جائز ہے، اور اس مسئلہ کی دلیل سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کا مذکورہ فتویٰ ہی ہے۔

* غسل کرنا: شدتِ روزہ سے اگر روزہ دار غسل کر لیتا ہے تو جائز ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ مجھے کسی صحابی نے بیان کیا کہ

"لقد رأيت رسول الله ﷺ بالعرج يصبّ على رأسه الماء وهو صائم من

العطش من الحر" (سنن ابوداؤد:٢٣٦٥)

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ روزہ کی حالت میں پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر پر پانی بہا رہے تھے۔''

✻ **سرمہ لگانا:** حضرت انسؓ، حسن بصریؒ اور ابراہیم نخعیؒ سے ثابت ہے کہ وہ حالتِ روزہ میں سرمہ لگانے میں حرج نہیں سمجھتے تھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم)

✻ **کنگھی کرنا، تیل لگانا:** سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"إذا کان یوم صوم أحدکم فلیصبح دھینًا مترجلا" (ایضا)

''جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ صبح کے وقت تیل لگائے اور کنگھی کرے۔''

✻ **خون نکلوانا:** روزہ دار کو اگر کسی وجہ سے اپنے جسم سے خون نکالنا پڑے تو اس قدر نکال سکتا ہے جس سے اسے نقاہت یا کمزوری پیدا نہ ہو جائے۔ سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے:

"أن النبی احتجم وھو محرم واحتجم وھو صائم" (صحیح بخاری:١٩٣٨)

''نبی ﷺ حالت اِحرام اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوا لیا کرتے تھے۔''

اس کے علاوہ صحابہ کرامؓ کا بھی یہ عمل رہا ہے کہ وہ پچھنے لگوایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری، ایضاً)

نوٹ: حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: «أفطر الحاجم والمحجوم» (ترمذی:٧٧٣) ''پچھنے لگانے اور لگوانے والے دونوں نے روزہ توڑ دیا۔''

لیکن مذکورہ بالا جواز کی روایت اور اس روایت کے درمیان تطبیق یہ دی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے کمزور افراد کے لیے پچھنے کو ناپسند فرمایا ہے جیسا کہ حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ روزہ دار کے لیے پچھنے لگانے کو ناپسند کرتے ہیں تو اُنہوں نے جواب دیا: نہیں البتہ کمزور شخص کے لیے ہم ناپسند کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری:١٩٤٠)

روزہ کی رخصت وقضا

✻ **سفر میں روزہ کی رخصت:** سفر میں روزہ رکھا اور چھوڑا جا سکتا ہے۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں:

"إنَّ حمزةَ بن عمرو الأسلمي قال للنبي ﷺ أأصوم في السفر؟ وکان کثیر الصیام فقال: « إن شئت فصم وإن شئت فأفطر » (صحیح بخاری:١٩٤٣)

''حمزہ بن عمرو اسلمی بکثرت روزے رکھا کرتے تھے، اُنہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا میں

سفر میں روزہ رکھ سکتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو رکھ لو ورنہ نہ رکھو۔''

اسی طرح سفر کے دوران روزہ چھوڑا بھی جاسکتا ہے جیسا کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

كنا نسافر مع النبي ﷺ فلم يعب الصائم على المُفطر ولا المفطر على الصائم (صحیح بخاری:۱۹۴۷)

''ہم نبی ﷺ کے ساتھ سفر کرتے چنانچہ روزہ رکھنے والے روزہ چھوڑنے والوں پر اور نہ روزہ چھوڑنے والے روزہ رکھنے والوں پر اعتراض کرتے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے (حالتِ سفر) میں روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ چھوڑا بھی۔ اس لیے تم میں سے جو چاہے (حالتِ سفر میں) روزہ رکھے اور جو چاہے، نہ رکھے۔ (صحیح بخاری:۱۹۴۸)

✱ **بیماری اور بڑھاپے کے دوران:** بیمار اپنی بیماری کی وجہ سے روزہ چھوڑ سکتا ہے اور جب تندرست ہوجائے تو ان کی قضا دے دے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿فَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ﴾ (البقرۃ:۱۸۴) ''پس جو مریض ہو یا مسافر ہو، وہ دوسرے ایام میں روزے پورے کرے۔'' دائمی مریض اور بوڑھے کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ صدقہ کے طور پر ایک مسکین کو تمام روزوں کے دنوں کا کھانا کھلا دے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

''وہ بوڑھا مرد یا عورت جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، وہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔'' (صحیح بخاری:۴۵۰۵)

✱ **حمل اور رضاعت کے دوران:** حاملہ اور مرضعہ کے لیے بھی روزہ میں رخصت ہے کہ وہ بعد میں اس کی قضا دے دے۔ حدیث میں ہے کہ

«إن الله وضع شطر الصلاة أو نصف الصلاة والصوم عن المسافر وعن المرضع أو الحُبلى» (سنن ابوداؤد:۲۴۰۸)

''اللہ تعالیٰ نے مسافر، دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو آدھی نماز اور روزے کے سلسلہ میں رخصت دے دی ہے۔''

اِفطاری

✱ **اِفطاری میں تعجیل:** آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ افطار کرلینا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا: «لا يزال الناس بخير ما عجَّلوا الفطر» (صحیح بخاری:۱۹۵۷)

''جب تک لوگ جلدی افطاری کرتے رہیں گے، وہ خیر کے ساتھ رہیں گے۔''

٭ **اِفطاری کس چیز سے کی جائے؟:** حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے پہلے تازہ کھجوروں سے افطاری کرتے، اگر تازہ کھجور نہ ملتی تو پرانی کھجوروں سے کر لیتے اور اگر پرانی کھجوریں بھی نہ ملتی تو پانی کے چند گھونٹ پی کر افطاری کر لیتے۔ (سنن ابوداؤد:۲۳۵۶)

٭ **اِفطاری کی دعا:** سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

«ذهب الظمأ وابتلّت العروق وثبت الأجر إن شاء الله» (سنن ابوداؤد:۲۳۵۷)

''پیاس بجھ گئی اور رگیں تر ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر بھی ثابت ہوگیا۔''

قیام رمضان اوراس کے اَحکام

قیامِ رمضان کے لیے تراویح، قیام اللیل، صلاۃ اللیل اور تہجد کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ جو رمضان میں جماعت کے ساتھ اور انفرادی، دونوں طرح کیا جاسکتا ہے۔

٭ **فضیلتِ قیامِ رمضان:** قیام اللیل اس مہینہ میں کئے جانیوالے خصوصی اعمال میں سے ایک عمل ہے۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ ابوہریرہؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ يرغب في قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة فيقول: «من قام رمضان إيمانًا واحتسابًا غُفر له ما تقدّم من ذنبه»

''اللہ کے رسول ﷺ قیامِ رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ واجبی طور پر اُنہیں حکم دیں۔ آپ ﷺ فرماتے: جو کوئی ایمان کے ساتھ حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کرے، اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم:۷۵۹)

٭ **قیامِ رمضان (تراویح) کا وقت:** نمازِ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح فجر کی اذان تک ہے اور یہ اس دوران کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے۔ سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے:

''اللہ کے رسول ﷺ (رمضان کے مہینہ میں) ایک رات نصف شب کے وقت نکلے اور مسجد میں نماز پڑھنے لگے، لوگ بھی آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوگئے۔ پھر صبح کے وقت اُنہوں نے دوسرے لوگوں کو بھی بتایا۔ چنانچہ (اگلی شب) پہلے سے زیادہ لوگ جمع ہوگئے اور

آپ ﷺ نے اُنہیں نماز پڑھائی۔ پھر صبح کے وقت اُنہوں نے (اور لوگوں کو بھی) بتایا۔ چنانچہ تیسری رات پہلے سے بھی زیادہ لوگ جمع ہوگئے اور اللہ کے رسول ﷺ نکلے اور اُنہیں نماز پڑھائی۔ پھر چوتھی رات اتنے لوگ جمع ہوچکے تھے کہ مسجد میں پاؤں رکھنے کو جگہ نہ تھی (مگر اس رات قیامِ رمضان کے لیے نہ نکلے) بلکہ فجر کی نماز کے وقت نکلے اور نمازِ فجر کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا «أما بعد فإنه لم يخف علي مكانكم ولكني خشيت أن تفرض عليكم فتعجزوا عنها» مجھے تمہاری آمد کا علم ہوچکا تھا مگر میں اس لیے باہر نہ آیا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ کردی جائے اور پھر تم اسے اس طرح ادا نہ کرپاؤ، پھر اللہ کے رسول ؐ نے وفات تک لوگوں کو تراویح نہ پڑھائی۔'' (صحیح بخاری:۲۰۱۲)

مذکورہ بالا حدیث سے پتہ چلا کہ نبی ﷺ نے تین دن نمازِ تراویح باجماعت پڑھائیں اور پھر اس ڈر سے کہ کہیں لوگوں پر مشقت کا باعث نہ بن جائے، چوتھے دن نہ پڑھائیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کے دور میں باقاعدہ نمازِ تراویح کا باجماعت اہتمام ہونے لگا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کہتے ہیں کہ

''میں حضرت عمرؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات مسجد میں گیا، لوگ متفرق اور منتشر تھے۔ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اور کچھ لوگ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر تمام لوگوں کو ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کردیا جائے تو زیادہ اچھا ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے یہی قصد کرکے اُبی بن کعبؓ کو ان سب کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات آپ نکلے۔ دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نمازِ تراویح پڑھ رہے ہیں تو عمرؓ نے فرمایا: یہ اچھا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ عمرؓ نے یہ بات اس لیے کی کیونکہ لوگ رات کے اوّل حصے میں نمازِ تراویح پڑھ لیتے تھے۔'' (صحیح بخاری:۲۰۱۰)

مذکورہ اَحادیث سے پتہ چلا کہ قیامِ رمضان کا اہتمام نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر فجر کی اَذان تک کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔ اگر اسے تاخیر سے پڑھا جائے تو یہ افضل ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا عمل تھا۔

✵ **نمازِ تراویح کی تعدادِ رکعات:** نمازِ تراویح کی رکعات کی تعداد کے بارے صحیح بات یہی ہے کہ آپ ﷺ سے عام طور پر گیارہ رکعات ثابت ہیں۔ چونکہ یہ تہجد ہی کی نماز ہے، اس لیے رمضان اور غیر رمضان آپ ﷺ کا اکثر معمول یہی رہا ہے کہ آپ ﷺ نے گیارہ

رکعات ہی پڑھیں جیسا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: ما كان النبي يزيد في رمضان ولا في غيره على إحدٰى عشرة ركعة (صحیح بخاری:۱۱۴۷)

''نبی ﷺ رمضان یا غیر رمضان میں (بالعموم) گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔''

٭ **تراویح کا طریقہ:** یہ دو دو رکعات کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

"كان رسول الله ﷺ يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء إلى الفجر إحدٰى عشرة ركعة يسلم بين كل ركعتين ويوتر بواحدة» (صحیح مسلم:۷۳۶)

''اللہ کے رسول ﷺ عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر فجر تک گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے اور آپؐ دو رکعتوں کے درمیان سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے۔''

نوٹ: بعض لوگ حضرت عمرؓ کے ایک اثر کو پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے دور میں ۲۰ رکعات کا حکم دیا تھا جبکہ بیس رکعات کے حکم والی روایات مستند نہیں۔ بلکہ حضرت عمرؓ سے صحیح سند سے ثابت ہے کہ اُنہوں نے اُبی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو گیارہ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم کیا تھا۔ (موطا، باب ماجاء فی قیام رمضان)

نمازِ تراویح کے مسائل

٭ **مصحف سے دیکھ کر قراءت کرنا:** تراویح میں اگر امام قرآن سے دیکھ کر قراءت کرے تو یہ جائز ہے۔ سیدہ عائشہؓ کے متعلق ہے کہ

"كانت عائشة يؤمها عبدها ذكوان من المُصحف"

(صحیح بخاری، کتاب الآذان، باب إمامة العبد والمَولى)

''حضرت عائشہ کا غلام ذکوان انہیں قرآن مجید سے دیکھ کر (نفل) نماز پڑھایا کرتا تھا۔''

٭ **ایک رات میں قرآن ختم کرنا:**

سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے کہ

"لاأعلم رسول الله ﷺ قرأ القرآن كله في ليلة" (صحیح مسلم:۷۴۶)

''میں نہیں جانتی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی ایک ہی رات میں پورا قرآن پڑھا ہو۔''

عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لا يفقه من قرأه في أقل من ثلاث» (سنن ابوداؤد:۱۳۹۰)

''جو شخص تین راتوں سے کم وقت میں قرآنِ مجید ختم کرتا ہے، وہ دراصل قرآن کو سمجھتا نہیں۔''

اِعتکاف اور اس کے مسائل

'اعتکاف' لغوی طور پر کسی چیز پر جم کر بیٹھ جانے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اللہ کی عبادت کے لیے تمام دنیاوی معاملات ترک کرنے اور مسجد میں گوشہ نشین ہو جانے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

اِعتکاف نفل عبادت ہے جو اللہ کے رسول ﷺ سے رمضان کے تمام دنوں میں ثابت ہے لیکن آخری سالوں میں آپ ﷺ کا مستقل عمل یہ تھا کہ آپؐ نے آخری عشرہ میں ہی اعتکاف فرمایا۔ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

''أن النبي ﷺ كان يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه الله تعالىٰ ثم اعتكف أزواجه من بعده'' (صحیح بخاری:۲۰۲۶)

''آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے حتی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فوت کر دیا۔ پھر آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں۔''

مسائل اعتکاف

✽ **اعتکاف صرف مسجد میں ہوسکتا ہے:** اعتکاف کا تعلق مسجد سے ہے، قرآن میں ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷)

''اور تم عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب تم مساجد میں اعتکاف کرنے والے ہو۔''

اس کے علاوہ صحابہ اور نبی ﷺ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد ازواجِ مطہرات بھی مسجد میں اعتکاف فرماتیں اور اس دور کا ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی نے مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ اعتکاف کیا ہو۔

✽ **رمضان کے علاوہ دنوں کا اعتکاف اور مدت:**

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے:

أن عمر سأل النبي ﷺ قال: كنت نذرتُ في الجاهلية أن أعتكف ليلة في المسجد الحرام قال: «أوفِ بنذرك» (صحیح بخاری:۲۰۳۲)

''عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک رات کے لیے مسجد حرام میں اعتکاف کی نذر مانی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا

اپنی نذر پوری کرو۔''

* **اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں:** اعتکاف کے لیے روزہ کی شرط کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ مذکورہ بالا حدیث کے مطابق آپ ﷺ کے حضرت عمرؓ کو رات کے اعتکاف کی اجازت دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اعتکاف کے لیے شرط نہیں ہے، کیونکہ رات کو تو روزہ نہیں رکھا جاتا اور حضرت عمرؓ نے بغیر روزہ کے اعتکاف کی نذر پوری کی۔

* **اِعتکاف میں کب داخل ہوا جائے؟**

اس مسئلہ میں دو طرح کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ

"أن النبي كان يعتكف في العشر الأواخر من رمضان" (صحیح مسلم:۱۱۷۱)

''نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے۔''

اور دوسری حدیث حضرت عائشہؓ سے ہے، فرماتی ہیں:

"كان رسول الله إذا أراد أن يعتكف صلى الفجر ثم دخل معتكفه"

''نبی اکرم ﷺ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو فجر کی نماز پڑھ کر اپنے معتکف میں داخل ہوتے۔'' (صحیح مسلم:۱۱۷۳)

پہلی روایت کے مطابق عشرہ یعنی دس دن میں بیس کی رات بھی شامل ہے جب کہ حضرت عائشہ والی روایت میں فجر کی نماز کے بعد اعتکاف کرنے کا ذکر ہے۔ اہل علم نے ان دونوں روایات میں یہ تطبیق دی ہے کہ بیس کی رات معتکف اعتکاف کی نیت سے مسجد میں داخل ہو جائے اور صبح نمازِ فجر کے بعد اعتکاف میں داخل ہو۔ واللہ اعلم

ممنوعات ومفسداتِ اعتکاف

* **جماع:** اعتکاف کی حالت میں جماع سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷)

''اور تم بیویوں سے مباشرت نہ کرو اس وقت کہ جب تم مسجدوں میں معتکف ہو۔''

* **حیض ونفاس:** حیض ونفاس کی حالت میں اعتکاف فاسد ہو جاتا ہے، کیونکہ اس حالت میں عورت کو مسجد میں ٹھہرنے سے منع کیا گیا ہے۔

٭ **بغیر ضرورت مسجد سے نہ نکلنا:** آپ ﷺ کے متعلق آتا ہے کہ

«كان لا يدخل البيت إلا لحاجة إذا كان معتكفًا» (صحیح بخاری:۲۰۲۹)

''آنحضرت ﷺ جب اعتکاف فرماتے تو بغیر ضرورت کے گھر میں داخل نہ ہوا کرتے تھے۔''

اسی طرح دوسری روایت میں ہے: حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ''سنت میں سے یہ بھی ہے کہ معتکف صرف ضروری حاجت کے لیے نکلے۔'' (سنن ابوداؤد:۲۴۷۳)

البتہ اگر کوئی شرعی ضرورت ہو تو اس کے لیے مسجد سے باہر جایا جاسکتا ہے جس طرح آپ ﷺ اپنی بیویوں کو گھر چھوڑنے جایا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری:۲۰۳۵،۲۰۳۸)

٭ **مریض کی عیادت اور جنازہ میں شرکت کرنا:** سیدہ عائشہؓ سے روایت ہے:

اِعتکاف کرنے والے کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ نہ کسی مریض کی عیادت کرے، نہ جنازے میں شریک ہو، نہ بیوی کو (شہوت سے) چھوئے اور نہ ان سے ہم بستری کرے۔

(سنن ابوداؤد:۲۴۷۳)

مباحات اِعتکاف

① معتکف اپنی بیوی سے کنگھی کروانے یا سر دھونے جیسے اعمال میں مدد لے سکتا ہے۔ (صحیح بخاری:۲۰۲۸)

② اِستحاضہ والی عورت اعتکاف کرسکتی ہے۔ (صحیح بخاری:۲۰۳۸)

③ معتکف کی بیوی صرف ملاقات کے لیے اس کے پاس آسکتی ہے اور وہ اسے گھر تک چھوڑنے بھی جاسکتا ہے۔ (صحیح بخاری:۲۰۳۵)

④ کسی شرعی عذر مثلاً اگر کسی وجہ سے جمعہ کا اہتمام اس مسجد میں نہ ہو تو وہ دوسری مسجد میں پڑھنے جاسکتا ہے۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر (شبِ قدر) رمضان کے آخری عشرہ کی وہ بابرکت رات ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا بھرپور نزول ہوتا ہے۔ شبِ قدر کی فضیلت کے متعلق قرآن میں ہے:

﴿إِنَّآ أَنزَلْنَٰهُ فِى لَيْلَةِ ٱلْقَدْرِ ۝ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ ٱلْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ

شَهْرٍ ۞ تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۞ سَلَامٌ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾ (سورۃ القدر)

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو قدر والی رات میں نازل کیا، آپ کیا سمجھے کہ شب ِقدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں ہر قسم کے معاملات سرانجام دینے کو اللہ کے حکم سے فرشتے اور روح الامین اترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

فرمایا: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِينَ ۞ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۞ أَمْرًا مِنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ﴾ (الدخان:۳۔۵)

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں نازل کیا بے شک ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ معاملہ ہماری جانب سے ہے اور ہم بھیجنے والے ہیں۔''

نوٹ: بعض لوگوں نے اس آیت سے مراد ۱۵ شعبان کی رات کو قرار دیا ہے جو درست اور ثابت شدہ نہیں ہے بلکہ اس آیت میں لیلة مبارکة سے مراد شب ِقدر ہی ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق رات ہے۔

٭ **قیام لیلة القدر:** آپ ﷺ نے فرمایا:

«من قام ليلة القدر إيمانًا واحتسابًا غُفرله ما تقدّم من ذنبه» (بخاری:۲۰۱۴)

''جس نے شب قدر کا قیام ایمان وثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔''

٭ **لیلۃ القدر کب؟** شب ِقدر رمضان کے آخری عشرے کی کوئی طاق رات ہے۔ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

أن رسول الله ﷺ قال: «تحرّوا ليلة القدر في الوتر من العشر الأواخر من رمضان » (صحیح بخاری:۲۰۱۷)

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

آخری عشرہ اور شب ِقدر کے لیے خصوصی اہتمام

سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

"كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الأواخر ما لا يجتهده غيره"
''رسول اللہ ﷺ آخری عشرے میں عبادت کی جس قدر محنت وکوشش کرتے، وہ اس کے علاوہ کسی وقت نہ کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم: ۱۱۷۵)

سیدہ عائشہؓ ہی فرماتی ہیں:

"كان النبي ﷺ إذا دخل العشر شد مئزره وأحيا ليله وأيقظ أهله"
''جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر بستہ ہوجاتے اور اپنی رات کو زندہ رکھتے اور اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے۔'' (صحیح بخاری: ۲۰۲۴)

✻ **لیلۃ القدر کی دعا:** سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں:

قلت يارسول الله ﷺ! أريت إن علمت أي ليلة ليلة القدر ما أقول فيها قال: «قولي: اللهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني» (سنن ترمذی: ۳۵۱۳)

''میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر مجھے معلوم ہوجائے کہ لیلۃ القدر کون سی رات ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو کہہ «اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ» اے میرے اللہ! یقیناً تو معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے معاف کردے۔''

✻ **علاماتِ لیلۃ القدر:** لیلۃ القدر کی روایات میں درج ذیل علامتیں وارد ہوئی ہیں:

◉ أن تطلع الشمس في صبيحة يومها بيضاء لا شعاع لها
''اس دن سورج سفید طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔'' (صحیح مسلم: ۷۶۲)

◉ آپ ﷺ نے فرمایا: «أيكم يذكر حين طلع القمر وهو مثل شق جفنة»
''تم میں کون اسے یاد رکھتا ہے (اس رات) جب چاند نکلتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔'' (صحیح مسلم: ۱۱۷۰)

◉ آپ ﷺ نے فرمایا:
«ليلة القدر ليلة سمحة طلقة لا حارة ولا باردة تصبح شمسها ضعيفة حمراء» (مسند الطيالسي: ۲۷۹۳)
''شبِ قدر آسان اور معتدل رات ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ اس کی صبح کو سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدھم ہوجاتی ہے۔''